© rasailojaraid.com

وحدتِ فکر و عمل..........وقت کا اہم تقاضا

عدو اللہ والرسول فرنگی سامراج نے ملکی سیاست کو پشتینی دے کر ہمت کوش دینی شعار عناصر کو ان کی تاریخ سعی و جہاد میں چوتھی شکست دی ہے اور ہمیں اس کا اعتراف ہے۔ لیکن کیا اس ہزیمت کا مہیب سایہ ہمارے عزائم پر یونہی محیط رہے گا، کیا معاشرہ قومی کے صحت مند اور توانا اجزاء اعتقادی وحدت اور فکری اکائی میں تبدیل ہونے کے بجائے اس تشتت و افتراق کا ہمیشہ شکار بنے رہیں گے۔ جو روحِ اتحاد کو گھن کی طرح کھائے جا رہا ہے۔ کیا ہماری متفرق ٹولیاں ایک ربط و ضبط کے ماتحت منظم اجتماع کی صورت اختیار کرنے کو آمادہ نہیں ہیں۔ تاکہ ان کا مشترک دینی ورثہ اور قومی اثاثہ قزاقانِ دجل و الحاد کی دستبرد سے محفوظ رہ سکے؟ اس وقت تک کسی بھی نمایاں گوشے نے غیر معمولی التفات کی زحمت برداشت نہیں کی۔ ورنہ ہی اس محشرستان میں ان کے احساسات تک کسی تاثر کی رسائی ہو سکی ہے۔ ان کی مداہنت آمیز بے نیازی، ان کی نخوت آگیں خود اعتمادی، ان کی منفردانہ انفرادیت۔ ایسے نتائج و عواقب کا پیش خیمہ ثابت ہوگی جن کی بے رحمی و ہولناکی پر ایک کائنات صدہا برس تک نوحہ زار و ماتم کدہ بنی رہے گی۔ کیا بنو امیہ و بنو عباس، فاطمیہ دمور، اور ترک و مغول کی بربادی ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو چکی ہے؟ کیا ۱۲۴۶ھ کے صد کربلا بدامن معرکہ بالاکوٹ کی مجروح و غمناک یاد ان کے نہاں خانۂ قلب سے محو ہو چکی ہے؟ کیا انقلاب ۱۸۵۷ء کی کربناک و خونیں داستان کے سلگتے ہوئے نقش و نگار ان کے صفحۂ دماغ پر برف کی طرح منجمد ہو گئے ہیں؟ کیا تحریک خلافت و ہجرت کی تحیر آمیز روداد کے فغاں بلب ابواب ان کے ایوانِ تفکر و احساس میں صدا بہ صحرا ہو کے رہ گئے ہیں؟ کیا مقتلِ ۱۹۴۷ء کے لہولہان مناظر جن کی شادابی و رنگینی میں پھولوں کی طرح مہکتے ہوئے ان کے لاکھوں ارمانوں کا خون نہایت سنگدلی سے استعمال کیا گیا ہے۔ ان کے رندانہ خلوص و ایثار میں طلسمِ خیال بن گئے ہیں؟ کیا ان کے دماغ اب ان نو ساختہ کھنڈروں سے مانوس ہو گئے ہیں جن سے انسانیت کے زخموں کی سڑاند آ رہی ہے؟ کیا وہ موت کے سراب کو جوئے حیات یقین کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے ہیں؟ کیا وہ استعمار طاغوت کی رقصاں کٹھ پتلیوں کو سروانِ خلافت الٰہیہ کے تحرک کا قافلہ سالار باور کر چکے ہیں۔ آخر اس جمود و تعطل، اس اختلاف و انتشار، اس فسردگی و پژمردگی کی انتہا کب ہوگی۔ کیا ان کے لیے اعتصام بحبل اللہ کا وقت نہیں آن پہنچا۔ کیا ان کے افراد کے لیے تشکل بسوادِ اعظم کا امرِ معروف آشکارا نہیں ہوا۔ آخر وہ کس مصلحانہ ندا اور مجددانہ پکار کے لیے گوش بر آواز ہیں۔ اور کس نئی فریب گاہ پر بھینٹ چڑھنے کے لیے انہوں نے ضمیر کشی سے روح کو پال رکھا ہے؟ ہمیں اس موت آفریں سکوت مداہنت کے خلاف اعلانِ جہاد کرنا ہے اور تسلطِ جور کو دعوتِ مبارزت دے کر حق و باطل کی فیصلہ کن لڑائی لڑنا ہے۔ ہماری یہ گزارش ہونہار کارکنوں اور تعمیر پسند کارکنوں کی تجویز ہے اور خفتہ بخت رہبان و احبار نما اہلِ مصلحت کے لیے اتمامِ حجت۔ فیا اسفا علی ما فرطوا فی جنب اللہ وانھم کانوا لمن الساخرین

جانشینِ امیر شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ

اقتباس اداریہ ماہنامہ مستقبل ملتان

(شمارہ ۵ محرم ۱۳۶۸ھ نومبر ۱۹۴۹ء)

© rasailojaraid.com